اہلِ سنّت والجماعت کے مطالعہ کیلئے

رسومات محرّم اور تعزیہ

غازیٔ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی الجیلانی

مکتبہ انوار المصطفیٰ
۶/۷۵-۲-۲۳
مغل پورہ، حیدرآباد ۲

Nafse Islam

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.CO

دالت کے افسر

باغ ودلادر

ان وحیدرؒ

ہمارے گرامی

[محدث اعظم کچھوچھوی]

: قلم

نا سید محمد ہاشمی حسنی الحسینی

[محدث اعظم کچھوچھوی]

ت: ایک روپیہ پچہتر پیسے

1/75

مصطفےٰ ۲۳۰۲۰۷۵۶ مغلپورہ حیدرآباد

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

بعض لوگوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ "ہاشمی سے اس کے گھر والے خفا ہیں وہ
نہیں چاہتے کہ تشیع کو دنیائے ہستی سے مٹا دیا جائے" یہ باطل پروپیگنڈہ
اپنی موت آپ مر جائے گا۔ جب آپ میرے برادر معظم مولنا سید محمد مدنی
مدظلہ کے مکتوب گرامی کو پڑھیں گے جو انھوں نے میری اسیری کے دوران
والدہ مخدومہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سید محمد ہاشمی

مخدومہ محترمہ والدہ صاحبہ : تسلیمات

میں بخیر و عافیت رہ کر سب کی خیریت و عافیت کا نیک خواہاں ہوں آپ کا وہ گرامی نامہ میری نظروں سے گذرا جو آپ نے حضرت ماموں جان صاحب قبلہ کے نام سورت کے پتہ پر روانہ کیا ہے۔ جہاں اس سے یہ معلوم ہوا کہ عزیز سلمہٗ کی تاریخ ۱۲ رجب متعین ہو گئی ہے۔ وہیں یہ خبر بھی ملی کہ ہاشمی سلمہٗ کو اس کشاکش کے نتیجے میں جو اسی کی لکھی ہوئی کتاب نے شیعہ وسنی کے مابین ظاہر کر دی ہے۔ جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اب میں یہ نہیں عرض کر سکتا کہ جب تک آپ کو میرا یہ خط ملے اس وقت تک صورتحال کیا ہو۔ ——— ہاشمی کو جیل میں کیوں ڈالا گیا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہی ہو سکتا ہے کہ اس نے شیعوں کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ نیز شیعوں کے رد میں ایک "بقول مولانا شمس الحق صاحب" لاجواب تقریر کی ——— الحاصل حق کو واضح اور باطل کو مردود کرنے کی سزا موجودہ وقت نے جیل تجویز کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں ہاشمی کا جیل جانا خاندان کی رسوائی کے مترادف ہو لیکن یقین کیجیے میں اس کو خاندان کی سرفرازی و سربلندی تصور کرتا ہوں۔ چوری، ڈکیتی وغیرہ کر کے جیل جانا رسوائی ضرور ہوتی لیکن حق کی حمایت میں جیل جانا رسوائی نہیں بلکہ سرخروئی ہے اور میں اس کو بلندی کیوں نہ کہوں جب کہ یہی ہمارے بزرگوں کی سنت نظر آ رہی ہے حضرت زین العابدین جیسی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہستی کے ہاتھ کی ہتھکڑیاں اور بیڑی

بیڑیاں آج بھی ہمیں یہ بتا رہی ہیں کہ یہ ہتھکڑی اور بیڑی وجہ رسوائی نہیں بلکہ باعث سرفرازی ہے حق کے لیے کیا کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ امام اعظم اور امام حنبل سے جاکر پوچھے کوئی۔ علمائے اسلاف کی گراں قدر جماعت سے دریافت کرے کربلا کی شدید ترین منزل نے کیا یہ سبق نہیں دیا کہ حق کیلئے گردن کٹا کر بھی انسان سرفراز رہتا ہے؟ یہ اشارے میں نے صرف اسی لیے کر دیئے ہیں تاکہ آپ سمجھ لیں کہ ہاشمی سلمہٗ کا اس چھوٹی سی عمر میں احقاق حق اور ابطال باطل کی پاداش میں جیل جانا ہمارے خاندان کی ایک بے مثال تاریخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہ چیز پورے خاندان کے لیے سرمایۂ افتخار ہے یہ تصورات ہیں جن کی بنا پر میں ہاشمی سلمہٗ کے جیل جانے سے ذرہ برابر بھی مضطرب و بے چین نہیں ہوں۔ بلکہ یہ اس کے بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے میرے لیے بھی باعث فخر ہے —— اُمید ہے آپ بھی اس مسئلہ پر اسی نقطۂ نظر سے غور کریں گی پھر آپ خود ہی محسوس کریں گی کہ ہاشمی سلمہٗ کا جیل جانا اضطراب و بے چینی کے بجائے سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال کرتا ہے —— ہاشمی کی کتاب کو میں نے دیکھا ہے اور غور سے پڑھا ہے اگر اس میں کوئی دل آزار جملہ ہے تو اسکی دل آزاری اس دل آزاری پر ہرگز نہیں بڑھی ہے جو خلفائے راشدین کے باب میں شیعوں کی تقریر و تحریر سے ظاہر ہے۔ ویسے بھی ہمیں مرتدین کی دل آزاری سے بچنے کی ضرورت کیا ہے جب کہ حدیث شریف نے انہیں "مجوس" کہا ہے۔ آپ خوش رہیں اور ہم سب کے لیے دعائے خیر کریں کہ خدا تعالیٰ ہم کو زندہ رکھے تو حق کی حمایت کے لیے اور مارے تو حق کی حمایت میں —— ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

عزیز سلمہٗ کی شادی کے انتظامات میں پورے اطمینان قلبی کے ساتھ حصہ لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۲۴ر ۲۵ر اکتوبر تک میں مکان آجاؤں گا۔

فقط والسلام محتاج دعا

سید محمد مدنی اشرفی غفرلہٗ

از: سورت

الحمد للّٰہ لولیہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ
وعلیٰ خلفائہ وازواجہ واصحابہ وعترتہ ولعنۃ اللّٰہ علی
منکر خلافۃ خلفائہ وطہارۃ ازواجہ وفضائل اصحابہ ومناقب
عترتہ ۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

کون نہیں جانتا کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا نورانی سلسلہ اس لئے جاری کیا گیا تھا کہ کفر کے گھٹاٹوپ بادل اور شرک کی کڑکتی ہوئی بجلیاں ختم ہو جائیں اور ایک ایسے سکون ریز چمن کو جنم دیا جائے جہاں نبوت کی شاخوں سے توحید کے ترانے پھوٹیں۔ جو اپنے اندر ایسی دنیا رکھتا ہو کہ ہر دنیا کو بھلا دے اور رشتۂ حیات کو خدا سے جوڑ دے اور فرزندان توحید کی قطاریں لا کے کھڑا کر دے۔ انہیں مقاصد کے پیش نظر انبیاء کرام مبعوث کئے گئے اور وہ میکدے اسلام بنائے گئے۔ جہاں توحید کے جام ڈھلتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ	بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپکا
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ	اور آپ کے آباد ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا
اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ	ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن
[البقرۃ ۱۳۳]	رکھے ہیں۔

لیکن جس طرح روشنی کے ساتھ اندھیرا وصل کے بالمقابل فراق ہے ٹھیک اسی طرح نیکی کے بالمقابل بدی اور ایمان کے بالمقابل کفر والحاد ہے، اور حق کے بالمقابل باطل ہے۔ جہاں انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کی نورانی اور نیک جماعت گم کردہ راہ انسان کو جادۂ حق واعتدال کی طرف بلاتی ہے وہاں دوسری طرف باغیان اسلام اور بد باطن لوگوں کی بھی ایک جماعت ہے جو جماعت انبیاء و اولیاء اور متقین کی نہ صرف مخالفت کرتی ہے بلکہ وہ جاہ وحشمت کو برقرار رکھنے کے لیے اور حقانیت کے نور کو اپنے لیے باعث نقصان تصور کرتے ہوئے اسی نورانی جماعت کے

اکابر کو حسب منشا تہ تیغ بھی کرتی رہی۔ اور ان حضرات برگزیدہ کو ہر اس بات کو روکا جس سے شرک، کفر، بدعت اور عیش پرستی کو ٹھیس پہونچتی رہی ہو، خالق کائنات نے اس جماعت کا تعارف اس انداز میں کرایا ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

تم فرماؤ کہ پہلے اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا؟ اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنایا اور تم ظالم تھے۔

یہی وہ جماعت ہے جو از آدم تا ایں دم صداقت، عدالت، سخاوت اور سیاست سے برسرپیکار رہی۔ اس کی چیرہ دستیاں اتنی بڑھ گئیں کہ یہ انبیاء اور صالحین کے خون سے ہولی کھیلتی رہی۔ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی جماعت آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اسی جماعت نے سرور کائنات کے پردہ فرمانے کے بعد اصحاب رسول میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی۔ اسی جماعت کے ایک فرد نے افضل البشر بعد الانبیاء والصدیق امیرالمومنین سیدنا الامام حضور فاروق اعظم رض کو شہید کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے کعبۃ اللہ کے حج کے بہانے مدینۃ الرسول کو عثمانی خون سے دلہن بنا دیا۔ اسی فرقے نے سیدنا امام حضور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حمایت کا دعویٰ کیا اور بے وفائی کی بنا ڈالی حضرت کو مدینۃ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور کوفہ میں لے جا کر شہید کر ڈالا۔ اسی جماعت نے حضرت امام حسن کی بے حرمتی کی اور زہر دے کر ابدی نیند سلا دیا۔ اسی فرقے نے نواسۂ رسول اطہر جگر گوشۂ خاتون جنت اور قرار جان علی مرتضیٰ اور دیگر اہل بیت علی کو اپنی نصرت کے بہانے مدینے سے بلا کر کربلا کی سیج سجائی۔ جہاں پھولوں کی جگہ کانٹے تھے سکون و اطمینان کی بجائے کرب و بے چینی تھی شدائد اور مظالم نے گھٹنے ٹیک دیئے مگر اس طرح کہ ان شہزادۂ خانوادۂ مصطفویہ کو لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ کا مصداق بنا کر اُن کو [illegible] کی صف میں لا کے کھڑا کیا

خود کو غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں شامل کر لیا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ خون میدان حشر میں رنگ لائے گا۔ اس لیے کہ ؎

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

یہیں تک نہیں بلکہ نگہ ناز مصطفیٰ ؐ کے اشاروں پر مٹنے والے حوصلہ مند مُریدان شمع رسالت کے پروانے جنھیں قرآن نے صدیقین شہداء اور صالحین جیسے بہترین لقب سے یاد کیا۔ ان غلامانِ مصطفیٰ کا قلع قمع اسی گروہ نے کیا۔ سلطان الاولیاء حضور غوث الاعظم کے سکوں ریز چمن یعنی بغداد کی مقدس و متبرک سرزمین کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اس کے اسلامی ماحول کو ختم کر کے الحاد و جنس پرستی کو تقویت پہنچانے کے لیے ہلاکو کو اس پر حملہ کرنے کی دعوت اسی گروہ نے دی۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اسلام کی مقدس اور بلند پایہ تعلیمات اور تاجدار دو عالم ؐ کی ہدایات میں کچھ اس قسم کے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے جن سے حقائق اسلام کو سخت زخم اور اخوت کو غیر معمولی ٹھیس پہونچی اور وہ ہمیشہ کے لیے شیعہ سنی منافرت کا سدا بہار گلشن بن گیا۔ قرآن پاک کو بازیچۂ عثمان یا صحیفہ عثمانی قرار دے کر تحریف شدہ ناقص اور ناقص ثابت کر کے دین و یقین کو بدلنے کی ناپاک کوشش کی۔ تعمیر کے بجائے تخریب کو اپنایا توحید کی جگہ کفر و شرک اور بدعت کو گلے سے لگایا حب رسول و اہلبیت کا سہارا لے کر ائمہ اصحاب کا مذاق اڑایا، محبت علی مرتضیٰ کی ٹٹی لگا کر یہودیت اور زرتشتیت کی تبلیغ شروع کر دی۔

یہ اعجاز اسلام نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ اس نے ایک ایرانی شیعہ سے کہلوایا کہ!

WWW.NAFSEISLAM.COM

دین ایرانیان قدیم کہ دین زرتشتی	قدیم ایرانیوں کا مذہب جو کہ زرتشت
بود یکے از سادہ ترین وطبیعی ترین	مذہب تھا۔ بہت سادہ اور قدرتی
مذہب ہاست۔ فلسفۂ این دین آں	مذہبوں میں سے ایک ہے اس دین کا
قدر روشن وسادہ بودہ است	فلسفہ اتنا روشن اور سادہ رہا ہے
کہ بر عقیدہ گروہے از علماء وفلاسفہ	کہ علماء واہل فلسفہ کے ایک گروہ کا عقیدہ
روزے خواہد آمد کہ این دین از	ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ دنیا

طرف ہمہ مذاہب دنیا قبول خواہد شد۔

کی تمام قومیں اس مذہب کو قبول کر لیں گی۔

اساس این دین چنین است کہ خداوند (آہورامزدا) دو عنصر آفریدہ کہ یکے عنصر نیکی و روشنائی است و یزداں نام دارد و دیگرے عنصر بدی است کہ اہرمن نام دارد۔ یزداں و اہرمن باہم در زد و خورد ہستند و در انجام کار یزداں فیروز شد روئے زمین را با نیکی و پاکی و روشنائی پر خواہد کرد۔ چناں کہ بعقیدۂ شیعیان امام دوازدہم مہدی صاحب الزمان ظہور کردہ و ہمیں کار را انجام خواہد داد بدیں جہت است کہ در این دین بہ آفتاب و آتش کہ بزرگ ترین منبع روشنائی ہستند اہمیت زیادہ دادہ شدہ است۔

اس مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ خداوند آہورامزدا نے دو عناصر پیدا کئے ایک عنصر نیکی اور روشنی ہے اور اس کا نام یزداں ہے اور دوسرا عنصر بدی اور تاریکی ہے اسکا نام اہرمن ہے۔ یزداں اور اہرمن ہمیشہ ایکدوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ آخر کار یزداں جیت جائیگا اور نیکی اور پاکیزگی سے اس دنیا کو بھر دیگا۔ اسی لئے ہم شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام دوازدہم مہدی صاحب الزمان ظہور کریں گے اور اس کام کو سر انجام دیں گے۔ اسی وجہ سے اس مذہب میں سورج اور آگ کو جو نور کا بڑا منبع ہے بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

براستی این فلسفۂ دین زرتشت آں قدر سادہ و آں قدر عالی و حقیقی است کہ اگر تمام افراد بشر از آں پیروی میکردند۔ زمین ما رشک بہشت بریں می شد۔

سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا فلسفہ اتنا سادہ اور اتنا بلند اور سچا ہے کہ اگر تمام انسان اس پر چلیں تو ہماری دنیا رشک بہشت بریں بن جائے۔

از کتاب اثنا عشری شیعہ تجلی رود بے ایراق ص ۱۳۵

بحوالہ توحید حصہ دوم صفحہ ۱۰۴۹۷۸

کیا ناظرین نے نہیں سمجھا کہ ظہور امام غائب بایں طور کہ غیبت کبریٰ کا دامن چاک کر کے بے پردہ ہو جائیں گے۔ دراصل اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مذہب زرتشت کا نظریہ ہے تو ظاہر ہے کہ امام غائب کے بارے میں ایسا فاسد اور بے اصل عقیدہ اسی کا ہوگا گویا اصولی طور پر شیعوں کا مذہبی تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشت سے ہے اور اسی لیے اس راز پنہاں صد ہزار حجابات کے باوجود صفحۂ قرطاس پر یوں منعکس ہو ہی گیا۔ (م) جس کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشت سے ہوگا۔

بر اسبق این فلسفۂ دین زرتشت	سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا
آن قدر سادہ و آن قدر عالی و حقیقی	فلسفہ اتنا سادہ اور اتنا بلند اور سچا
است کہ اگر تمام افراد بشر آن را	ہے کہ اگر تمام انسان اس پر عمل
پیروی کنند زمین ما رشک بہشت	تو ہماری دنیا رشک بہشت
برین می شد۔	برین بن جائے۔

غور فرمائیے کیا اصول بدلنے کی کوشش نہیں کی گئی؟ کیا اسلام کو چھوڑنے اور مذہب زرتشت کو اپنانے کا مشورہ نہیں دیا گیا؟ کیا توحید باری کا مذاق نہیں اڑایا گیا؟

میرا مدعا واضح ہو گیا کہ واقعی ان مفسدین نے ہمیشہ اسلام کو دھچکا پہنچانے کی کوشش ناکام کی ہے۔

کیا شیعیت مائل بہ یہودیت بھی ہے؟ آئیے اس کا بھی جواب کسی شیعہ قلمکار سے ہی حاصل کریں۔ چنانچہ ایک شیعہ مجتہد فاضل استرآبادی اپنی تصنیف منہج المقال میں لکھتے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں (بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔)

اسلام لایا اور علیؓ کا محب بنا۔ وہ اپنے یہودیت کے زمانے میں یوشع وصی موسیٰؑ کی نسبت غلو کرتا تھا۔ پھر اسلام لانے کے بعد اور رسول خدا کی وفات کے بعد علیؓ کے بارے میں ایسا خیال رکھتا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامت علی کا اعلان کیا اور ان کے

اعداء سے تبرا کیا۔ علی کے مخالفین کو برا کہتا تھا اور ان کو برا کہتا تھا اور ان کو کافر قرار دیتا تھا۔"

(آفتاب ہدایت ص ۲۹۹ و توحید حصہ دوم ص ۱)

اس سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ عبداللہ ابن سبا یہودی تھا۔ ۲۔ صرف محب علی مرتضیٰ بنا۔ ۳۔ وہ جس طرح کہ موسیٰ کے ساتھ غلو کرتا تھا۔ بعینہٖ اس نے وہی حرکت حضرت علیؓ کے ساتھ کی گویا اس پر اسلام لانے کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا۔ ورنہ عادات قدیمہ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو غلو سے باز رکھتا۔

۴۔ فرضیت امام علی خلفائے ثلاثہ امہات المومنین اور دیگر اصحاب رسولؐ پر تبرے بازی کی گرماگری اور ان بزرگ ہستیوں پر تکفیر کی ابتدا اسی یہودی کی ذات سے ہوئی۔ آپ سبھی حضرات جانتے ہیں کہ سرور کائنات نے تکمیل دین کے بعد پردہ فرمایا۔ اور تمام بنیادی عقائد کو مرتب فرمانے کے بعد آنکھیں بند کیں۔ اور فاضل استر آبادی فرماتے ہیں کہ:

"اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامت علی کا اعلان کیا اور ان کے اعداء سے تبرا کیا۔ علی کے مخالفین کو برا کہتا تھا اور ان کو کافر قرار دیتا تھا"

الحاصل عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ فرضیت امامت علی کا اعلان ہوا۔ نہ تبرے بازی کی مجلسیں آراستہ و پیراستہ کی گئیں۔ اور نہ ہی وفاداران مصطفےٰ پر کفر کے گولے برسائے گئے۔ بلکہ ان تمام خرافات کا موجد عبداللہ ابن سبا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ رسول کا لایا ہوا دین نہیں بلکہ عبداللہ ابن سبا یہودی کی اجتہادی کوششوں اور اسلام کو مٹانے کے لیے اس کی ذہنی کوششوں کا نتیجہ عمل ہے۔

جب یہ بات طشت ازبام ہوگئی کہ یہ دشمنان اسلام فی الواقع اسلام کو تخریب سے ہمکنار کرنے کے لیے ہی آئے دن نت نئے گل پیدا کئے رہتے ہیں تو آیئے ذرا اس کا جائزہ لیں کہ محرم الحرام میں کتنی غیر شرعی

باتوں کو پیدا کر کے صورت اسلام کو مسخ کرنے کی نازیبا حرکت کی؟ اور بنام حسین انھوں نے کتنا وقار حسین کو دھچکا پہونچا دیا!

شبیہ ذُوالجناح

لُغات عربیہ کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ شبیہ کا ماخذ شبہ ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں۔

الشبہ والشبیہ حقیقتھا فی المماثلۃ من جھتہ الکیفیۃ کاللون و الطعم و کالعدالۃ و الظلم (مفردات امام راغب ۲۵۴)

پس اس سے معلوم ہوا کہ مشابہت، تشابہ اور تشبیہ وغیرہ شبہ سے ماخوذ ہے اور کسی چیز کا شبہ وہ ہے جو بلحاظ کیفیت اس کے مانند ہو۔ نیز ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ نہ انھیں قتل کیا اور نہ صلیب ہی دی گئی بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے (از سورۂ نساء ۱۵۶)

اب آپ غور فرمائیں کہ اصل کو چھوڑ کر سایہ کو پکڑنا یا سانپ کے گذر جانے کے بعد لکیر پیٹنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ اسی شبیہ کے چکر میں پڑ کر ہر شیعہ چکر کھا رہا ہے۔ لیکن چشم مومن سے خون کے آنسو اسی وقت ٹپکنے لگتے ہیں جب اس چکر میں کسی سنی مسلمان کو گرفتار پاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات کتنی بدیہی ہے کہ جس چیز کے اصل ہونے میں شبہ ہے وہ واجب الاحترام کیونکر ہو سکتی ہے یعنی جب ہم جانتے ہیں کہ یہ دُلدُل دراصل وہی گھوڑا ہے۔ جو کل یکوں اور تانگوں میں جوتا جاتا ہے۔ تو اس کی تعظیم و توقیر کیوں کر قرین قیاس ہو سکتی ہے ــــ دُلدُل فی الواقع کیا تھا۔ آیئے سب سے پہلے اسے سمجھ لیا جائے۔

(۱) دُلدُل اسم بغلۃ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ـــ دُلدُل حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خچر کا نام تھا۔

(مجمع البحار ص۴۱۸)

(۲) دُلدُل بضم ہر دو دال خار پشت
بزرگ نوعیت از جانور و نام استر
سفید و بسیاہی مائل کہ حاکم اسکندریہ
بحضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرستادہ و امیر المومنین علی بن ابی
طالب بر آں سواری شد"۔
منتخب اللغات ص۲۳۵ اور غیاث اللغات
ص۱۷۹

(مجمع البحار ۴۱۸)

دُلدُل ہر دو دال کے پیش کے ساتھ
بڑے خچر کو کہتے ہیں اور جانور کی
ایک نوع ہے اور اس خچر سفید مائل
بہ سیاہی کا نام ہے جسے حاکم
اسکندریہ نے حضور علیہ السلام کو ہدیۃً پیش
کیا تھا اور اس پر حضرت علی سوار
ہوتے تھے

اب ناظرین غور فرمائیں کہ سرور کائنات اور مولا علی کی سواری جو کہ دُلدُل یعنی خچر تھی۔ اس کو شیعہ میں گھوڑا کیسے بنا لیا۔ شائد کوئی کہہ بیٹھے کہ حضرت امام حسین کی سواری میں گھوڑا ہی تھا جب حضرت امام میدان کربلا میں جوہر شمشیر حیدری دکھلا رہے تھے تو جواباً میں حمید بن مسلم کی یہ روایت جو طبری بتمام و کمال درج ہے پیش کروں گا۔

"اور آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا۔ اس کا نام لاحق تھا اس گھوڑے پر حسین بن علی کو سوار کیا۔ جب دشمن آ پڑے تو آپ نے اپنی ناقہ کو طلب کیا اس پر سوار ہوئے"۔ تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم ص۲۵۴، ۲۵۵

اس روایت نے بات بالکل واضح کر دی کہ بوقت جنگ میدان کربلا میں سرکار حسین گھوڑے پر نہیں بلکہ ناقہ پر سوار تھے ——— دوسری جگہ بھی حمید بن مسلم روایت کرتے ہیں۔

"یہ کہہ کر آپ نے ناقہ کو بٹھا دیا۔ عقبہ بن سمعان کو حکم دیا انھوں نے ناقہ کو باندھ دیا۔ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ شروع کیا"۔
(تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم ص۲۵۴)

اب یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں اول تو اس لیے کہ نقل مطابق اصل ہی نہیں۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کیوں کہ حضرت

امام حسین کی سواری خچر تھی۔ بلکہ میدان کربلا میں اونٹ پر سوار ہو کر آپ ہاتھ میں قرآن مجید لیکر حجت تمام کرنے کے لیے دشمنان اہلبیت کے سامنے تشریف لے گئے تھے۔ کہ یہ دشمن دین و عقل کل روز قیامت یہ نہ کہدیں کہ ہم بھول میں تھے لیس تعزیہ میں خچر یا اونٹ ہونا چاہیے تھا حالانکہ ہمیشہ گھوڑا ہی نکلا جاتا ہے"۔

فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ ص۶۲

ان تمام علمی شہادتوں سے معلوم ہوا کہ میدان کارزار میں حضرت کے گھوڑے کی شبیہ کیسی؟ اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا حسین رضہ گھوڑے پر ہی سوار تھے تو کیا جس شان و شوکت اور سج دھج سے یہ شبیہ پیش کی جاتی ہے یہ مطابق اسپ حسین ہے؟ یعنی اس طور سے اس شبیہ کو کیا سیدنا حسین کے اس گھوڑے سے نسبت حاصل ہوگی جو حضرت کے زیر رکاب تھا؟ ہرگز نہیں اس لیے کہ وہ عربی النسل اور یہ ہندوستانی ہونے کے ساتھ ساتھ تانگوں اور بگھیوں میں سال بھر جتنے والا کوچوان کی مار اور ڈانٹ سے پروان چڑھنے والا، علاوہ ازیں شکل و شباہت کے لحاظ سے بھی زمین و آسمان کا فرق۔ آپ دیکھا اور طمطراق کے لحاظ سے بھی غیر معمولی فرق دیکھیں گے

ناظرین! "شبیہ ذوالجناح" (دلدل) آج سونے چاندی سے سجا دھجا جاہ و جلال اور طمطراق کے ساتھ نکلتا ہے اس کو ذہن میں رکھیے۔ اور پھر غور فرمایئے کہ آج ادھر یہ جوش و خروش اور چاندی کی چمک اور سونے کی دمک ہے۔ ادھر شہید کربلا کے جوان بھائی اور بیٹے میدان کارزار میں جام شہادت نوش فرما چکے۔ دوست واحباب ایک ایک کر کے کٹ گئے اور ہر ایک زخم مفارقت دیتا گیا۔ ننھے ننھے اور دودھ پیتے بچے تڑپ تڑپ کے خدا کے ہاں سدھارے اور ماسوا عابد بیمار اور عورتوں کے سرکار حسین تن تنہا رہ گئے ہیں۔ خدا کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں۔ ہر طرف ہو کا عالم ہے۔ وہ شیعان حیدر کرار جنھوں نے سیدنا حسین کو اپنی نصرت کے لیے بلایا تھا۔ دشمنان اہل بیت بن کر خون کے پیاسے بن چکے تھے اور تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں جن سے اہل بیت رسول کا خون ٹپک رہا ہے۔ سروں پر شمشیریں چمک رہی ہیں جو نواسۂ رسول اکرم کے خون سے اپنی پیاس بجھانا چاہتی ہیں۔

MAKE-UP

کیا ایسی حالت میں شہید نینوا اپنی سواری کو سرخی پوڈر میک اپ

اور سونے چاندی کے زیورات سے سجا کر نکلے ہوں گے؟ کیا اس وقت ان پر ایسی چھتری کا سایہ ہوگا۔ جس طرح آج ایک مرصّع چھتری سے ان کی سواری کی شبیہ پر کیا جاتا ہے؟

اب آپ ہی غور فرما کر بتائیں کہ اس موجودہ "شبیہ ذوالجناح" کو سرکار حسین کے گھوڑے سے کیا نسبت حاصل ہے؟ محترم! وہ گھوڑا اور ہی رہا ہوگا جو حضور سیدنا حسین کے زیر رکاب تھا۔ اس "شبیہ ذوالجناح" کو مثل سواری حسین کہنا حسین کے اس مقدس گھوڑے کی توہین ہے جسے ایک محب اہل بیت گوارا نہیں کرسکتا۔

تعزیہ اور اُس کا شرعی حکم

اگر یہ مطابق اصل ہوتا یعنی مشابہ مزار سرکار حسین ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ مگر یہ نقل مطابق اصل نہیں۔ کیوں کہ اس کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں۔ تو پھر یہ ساری شکلیں روضۂ انور سے کیوں کر مشابہ اور مماثل ہوسکتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اب جب کہ اس کے ہمراہ کثرت سے ناجائز چیزوں کو شامل کرلیا گیا ہے جیسا کہ آپ کو بتایا جائے گا تو پھر اس سے اجتناب و پرہیز لازمی و ضروری ہے۔ تاکہ بدعتیوں سے کسی طرح سے بھی مشابہت اور یکانگت نہ پیدا ہوسکے۔ تاکہ دوسرے مسلمان متعلقین کے اس قسم کی بدعت قبیحہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ فرمان نبوی ہے کہ:

اتقوا مواضع التھم۔ تہمت کی جگہوں سے بچو۔

اور بھی ارشاد عالی ہے:

من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التھم۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ بیٹھے۔

اور ظاہر ہے کہ تعزیہ بنانے اور گھر میں رکھنے سے خواہ مخواہ

دوسروں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ کہیں یہ شخص اس بدعتی گروہ سے تو نہیں ہے جو وفاداران مصطفےٰ پر تبرا کیا کرتا ہے جن کا قرآنی لقب صدیقین شہداء اور صالحین ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"سولہویں قسم یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت کو بعینہٖ اصل چیز کا حکم دینا ـــــ اور شیعہ گروہ میں یہ وہم غالب ہے کہ حضرات حسنین و حضرت امیر و حضرت فاطمہ زہرا کی یہ قبروں کی صورت بناتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ قبریں مصنوعی انوار الٰہی کی جگہ ہیں۔ ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں بلکہ ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں۔ منقش گھڑ والوں کو لے کر بجی دروں کی طرح ان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور خوب شرک کی داد دیتے ہیں۔ عقل مند کے نزدیک بچوں کے کھیل اور ان کی ایسی حرکات میں کچھ فرق نہیں"

اس میں صرف نقل روضۂ مطابق اصل میں کوئی شرعی قباحت نہ تھی۔ مگر اس کے ساتھ دیگر بدعات قبیحہ اور اعمال غیر شرعیہ کی آمیزش نے تعزیہ داری کو نہ صرف بچوں کا کھیل یا کارے مبنی بر جہالت بنا دیا بلکہ خلاف شرع کر کے مطلق حرام قرار دینے پر علمائے اسلام کو مجبور کیا۔ کون نہیں جانتا کہ علم کوئی بھی ہو اس کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن بعض وقت اس سے چونکہ برے اور غیر اسلامی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کی تحصیل ممنوع قرار دے دی جاتی ہے۔ مثلاً علم سحر اور علم کہانت وغیرہ۔ اسی طرح محفل و مجلس اور لوگوں کا کسی خاص مقام پر مجتمع ہونا قطعی جائز ہے۔ مگر مجالس سینما و سرکس اور محافل تماشہ وغیرہ مخالفت شرعیہ پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز و حرام ہے۔ بایں طور نفس تعزیہ یعنی نقل روضۂ مقدسہ جائز و روا ہے۔ لیکن اب بے

پناہ بدعات و خرافات پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز و حرام ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ آج کوئی ہندوستانی تعزیہ دار جس نے کربلائے معلیٰ کی مقدس اور متبرک سرزمین کی زیارت نہیں کی اور نہ خواب ہی میں شرف دیدار روضۂ حسین سے مشرف ہوا اس کا بنایا ہوا تعزیہ مطابق مزار اور مشابہ روضۂ انور کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ ان دیکھی چیزوں کی نقل کا مطابق اصل یقینی طور پہ ہونا محض وہم و جہالت ہے۔ اور یہ امر علماء اسلام کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ اگر تعزیہ مشابہ بمزار نہیں ہے تو پھر اس کا بنانا بھی جائز نہیں۔ چہ جائیکہ گھناؤنے روافض اور دشمنان قرآن و اہل بیت کو تقویت پہونچانا جائز ہو۔ معاذاللہ

تعزیہ اس لئے بھی ناجائز ہے کہ شرک و کفر اور اولیاء اللہ کی مقدس اور منور قبروں کی توہین کا ذریعہ بنتا ہے۔ کیونکہ بعض عقل سے پیدل حضرات اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا خیال کرتے ہیں اور بعینہ اولیاء اللہ کے قبور کے مثل اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں درود و سلام کے نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں اور جو اس کی تعظیم و توقیر نہ کرے اس سے لڑتے اور جھگڑتے ہیں۔

ذرا غور تو فرمائیے کہ کیا مسلمان انہیں افعال غیر شرعیہ اور بدعات شنیعہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ کیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ (میں نے انس اور جن کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔؟ کیا مقصد حیات یہی ہے کہ مصنوعی تعزیوں میں اولیاء اللہ کے وجود کا عقیدہ بناکر اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ سے تمسخر کیا جائے؟۔ اور ان تقدس مآب ہستیوں کے مزارات کا مذاق عقیدت و محبت کی ٹٹی لگا کر اڑایا جائے۔؟ کیا حاصل زیست یہی مسئلہ ہے کہ بانس کی تیلیوں سے ساختہ تعزیہ پر مقدس جبین مومن جھکا کر اسلام کے تصور الٰہ کو مجروح کیا جائے؟ کیا مسلمانوں کی یہ کج فہمی اور بے عملی اس کے خرمن حیات پر برق باریاں نہ کریں گی؟

میرے دوستوں! تم پر جمود و خوابیدگی کیوں طاری ہے؟ تم تو جگانے کے لئے اور اقوام خوابیدہ کو بیدار کرنے کے لئے نیز کار رسالت اور ارشادات

سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت کے لیے پیدا کیے گئے تھے مگر افسوس تم خود خرافاتی بن رہے ہو۔ تم تو گلشن اسلام میں اپنا آشیانہ بنانے کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔ لیکن صد افسوس خوف صیاد و خزاں نے تمہارے حوصلے توڑ دیے۔ تمہیں تو اس طرح ہونا چاہیے تھا کہ ؎

ادھر تو صیاد کو یہ ضد ہے چمن میں کوئی قدم نہ رکھے
ادھر ہمارے وہی ارادے بنائیں گلشن میں آشیانہ

شائد تم نے بانی فطرت، شاہکار قدرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ جاگ جاؤ، اٹھ پڑو، اب بھی سویرا ہے۔ چلو دنیا سے توہم پرستی میں آگ لگا دیں۔ قدامت پرستی کا سہارا لے کر چلنے والی خرافات و بدعات کو جڑوں سے اکھاڑ پھینک دیں۔ چاہے ہمیں موت کے دہانے پر کھڑا ہونا پڑے یا واقعہ حسین کو عملی طور پر ہمارے ساتھ بھی دہرا دیا جائے۔ اور یقیناً حسینی وہی ہے جو دنیائے فسق و فجور میں آگ لگا دے۔ اس لیے ہمارے عزائم بھی یہی ہونے چاہئیں کیوں کہ ؎

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تعزیہ اس لیے بھی ناجائز و حرام ہے کہ اس میں فضول اور ناجائز طریقے پر مال کو ضائع کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ جب یہ تعزیے نکلتے ہیں تو بڑی دھوم دھام سے تاشے باجے بجتے اور طرح طرح کی گرم بازاری کرتے نکلتے ہیں۔ نٹ کھٹ اور شوخ عورتوں کا ہر سو ہجوم اور شہوانی میلوں کی پوری رسوم اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال کہ خود ساختہ اور بنائی ہوئی تصویریں بعینہٖ اور اصلی شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے جنازے ہیں۔ پھر کچھ لوٹ مار، نوچ اتار اور باقی توڑ تاڑ کر دفن کر دیے جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک طرف ناموس اہل بیت اور وقار شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کا مذاق و تمسخر ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپیہ غریب مسلمانوں کی جیب سے نکل کر زمین پر اپنی حماقت کے سبب دفن ہو جاتا ہے۔

کاش یہ روپیہ غربا پروری اور حصول بہشت کے لیے صرف ہوتا۔ کاش رضائے الٰہی

اور مرضئ مصطفےٰ کو حاصل کرنے میں خرچ ہوتا۔ کاش مدارس اسلامیہ کو قائم اور دائم رکھنے میں خرچ ہوتا۔ کاش اسلامی کاروبار میں صرف ہوتا جو کہ خدائے ذوالجلال اور رسول پر جمال کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

مسلمانو! ذرا مجھے بتاؤ کہ تم نے تعزیہ بناتے وقت کبھی یہ سوچا کہ شائد پڑوس میں کسی کے گھر آگ نہ جلی ہو۔ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی بھوکا ہو ننگا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی پڑوسی شکار گردش دوراں اور محروم رحمت باراں ہو۔ نہیں تم نے ہرگز نہیں سوچا۔ اس لیے کہ اگر سوچتے تعزیہ بنا کر مسرف (بے جا خرچ کرنے والے) نہ بنتے بلکہ پہلی فرصت میں اس کی اعانت اور مدد کر کے عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوتے ہیں۔

میرے مولا! کیا تاجدار دو عالم ﷺ نے مصائب و آلام اس لیے برداشت کیا کہ قوم مسلم حق و باطل میں امتیاز و فرق نہ کر سکے؟ کیا صدیق اکبرؓ نے منکرین زکوٰۃ کی دھجیاں اس لیے اڑائی تھیں کہ قوم فرضیت عبادت سے ناآشنا رہے؟ کیا فاروق اعظمؓ نے باغیان اسلام کی گردنیں اس لیے مروڑی تھیں کہ قوم احقاق حق اور ابطال باطل سے بے بہرہ ہو جائے؟ کیا عثمان ذوالنورینؓ نے مدینۃ الرسول میں خون بہانا اس لیے پسند نہ کیا تھا کہ وقار کوچۂ محبوب کو دل میں جگہ نہ دی جائے؟ کیا حیدر کرارؓ نے فقر و فاقہ کو گلے اس لیے لگایا تھا کہ قوم نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے؟ کیا کربلا میں حسینؓ نے گردن اس لیے کٹوائی تھیں کہ قوم میں فسق و فجور سے نفرت نہ پیدا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں، ان حضرات برگزیدہ نے اس لیے قربانیاں دیں کہ قوم حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھے۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے اور پروانۂ شمع رسالت بنی رہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مہندی

اس کے بارے میں ایک شیعہ فاضل کے ایک اقتباس کو پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں، جس میں اس نے حقیقت سے کام لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سہواً کبھی کبھی ان حضرات کے قلم سے بھی سچی بات نکل پڑتی ہے۔ چنانچہ فاضل رضی الرضوی بن سید علی الحائری شیعی لاہوری نے اپنی کتاب "الذبح" میں ص ۱۷ پر اس کی تصریح یوں کی ہے۔

”مہندی کی رسم بھی مذہب حق میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے کیوں کہ قاسم بن حضرت امام حسن علیہ السلام کی رسم عروسی میں یہ مہندی کی رسم جاری اور قائم کی گئی ہے۔ قرآن پاک یا کسی حدیث صحیح میں قطعاً اس کا ذکر تک نہیں آیا ہے۔ نہ عقد عروسی قاسم کا ذکر کہیں کربلا کے محل میں چنا وارد ہوا ہے۔ علماء مجتہدین عراق و ہند کا اتفاق ہے کہ کربلا میں عروسی قاسم کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ پس شرع اسلام میں جس چیز کی کوئی بھی اصلیت نہ ہو اس کو مذہب بنا لینا گناہ ہے۔“

ایک غیرت دار مسلمان کے لیے یہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بات ہے کہ اس مہندی کو شیعہ مولوی بھی گناہ، بے اصل اور خلاف قرآن و حدیث کہہ رہا ہے مگر ایک سنی ہے کہ ہر سال مہندی بناتا ہے۔ گھماتا ہے اور گناہوں کو اکٹھا کرتا ہے۔۔۔

میرے دوستو! کہاں گئی تمہاری غیرت کہاں بیچ دیا اپنی حمیت دینی کو کیا یہ شرم کا مقام نہیں؟ کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں کہ تم تعزیہ داری کے شوق میں اتنا گر گئے کہ شیعہ بھی تم سے نفرت کرنے لگا۔ اور تم اس شیعہ فاضل کے نزدیک گنہگار، فاسق و فاجر ہو گئے۔

للہ خدا سے ڈرو، دامن رسول کو تھام کر اصحاب رسول کی زندگی کو اپناؤ، نیز حدیث ثقلین کے عملی نمونے بن جاؤ اگر تمہارے ایک ہاتھ میں دامن قرآن ہو تو دوسرے میں دامن اہلبیت اس لیے کہ کون نہیں جانتا کہ امہات المومنین حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین کی طہارت و پاکیزگی اور ان تمام حضرات کے محفوظ عن الخطا ہونے پر آیت تطہیر دلیل قطعی ہے اور جب تم ان حضرات برگزیدہ کا اتباع کرو گے تو تمہاری زندگی ایک کامیاب زندگی ہوگی۔ اور پھر تمہارا حشر صدیقین یا شہداء یا صالحین کے ساتھ ہوگا اور یقیناً یہی دولت اخروی بھی ہے اور ذریعۂ نجات بھی۔

رونا اور ماتم!

کیا غم حسین میں رونا حرام ہے؟ آیئے اس بات کی تحقیق کی جائے محترم رونا دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ فطری ۲۔ غیر فطری۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ رونا

ایک قدرتی اور فطری امر ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تب بھی روتا ہے اور جب وہی سفر آخرت اختیار کرتا ہے تو اس کے پس ماندگان روتے ہیں۔ مصائب و آلام کے پیہم حملے بھی رونے پر مجبور کر دیتے ہیں اور آل و اولاد کی کم ظرفی اور نالائقی بھی رُلا دیتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو خوشی سے بھی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہی رونا جو کہ مطابق فطرت ہے جب ریا، دھوکہ اور فریب دہی کے لئے ہوتا ہے۔ تو غیر فطری ہو جاتا ہے۔ تب اس پر فطری رونے کے احکامات صادر نہیں کئے جا سکتے جیسا کہ قرآن پاک ذیل کی آیات میں اشارہ فرماتا ہے۔

وَجَآءُوْا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ (سورہ یوسف) — اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

اور بھی ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورہ توبہ ۲۸۲) — اور بولے اس گرمی میں نہ نکلو تم، فرما دو جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے۔ کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی۔ تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔ بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ سورہ توبہ ۲۸۲

آیت اول میں ایک جلیل القدر نبی کے صاجزادوں اور ایک عظیم المرتبت نبی کے بھائیوں کا ذکر ہے کہ ان حضرات کا رونا دراصل فطری نہ تھا۔ ملاحظہ ہو حاشیہ مقبول ۲۷۴

آیت ثانی میں منافقین کو زیادہ رونے کے لئے کہا گیا ہے تاکہ وہ اپنے عمل سے جو انھوں نے جہاد میں نہ شریک ہونے کے لئے کیا۔ اس کا خمیازہ بھگتیں۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں کسی مومن کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ ہر وقت روتا ہی رہے اور یادِ الٰہی سے غافل ہو جائے۔

ذرا آپ اپنی روزمرہ کی زندگی پر ہی ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالئے اور

غور فرمائیے کہ اگر آپ کا نور نظر لخت جگر دن و رات روتا ہی رہے تو کیا
آپ یا آپ کا خاندان اسے اچھا اور خوب سیرت بچہ کہے گا؟ آپ کی رفیقۂ حیات
جس کی محبت میں آپ گرفتار ہیں۔ اور حتی المقدور اس کی ناز برداری بھی کرتے رہتے
ہیں۔ لیکن اگر وہ ہر وقت رونی صورت بنا کر بیٹھی رہے اور سیدھے منہ آپ سے بات بھی
نہ کرے یا گفتگو سے پہلے ہمیشہ گریہ وزاری اور آہ بکا شروع کر دے تو
باوجود اس کے کہ آپ اس کی محبت میں سرشار رہیں اس سے نفرت کرنے پر
مجبور ہوں گے۔ اس لیے کہ ہر وقت کا رونا غیر فطری ہوا کرتا ہے الحاصل فطری
اور غیر فطری رونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

رونا قرآن کی روشنی میں!

قرآن میں جس رونے کی اجازت ہے۔ اس میں خشوع اور خضوع
ہے۔ نہ کہ ریا، تصنع اور بناوٹ ——— اس سے پیشتر جو آیات میں نے
پیش کی ہیں۔ وہ تصنع اور ندامت کے رونے سے متعلق تھیں۔ اور جو خشوع
و خضوع سے متعلق ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ
وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩
[بنی اسرائیل]

اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں
روتے ہوئے اور یہ قرآن ان
کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے۔

اس لیے کہ جس رونے میں خشوع اور خضوع یا عاجزی و انکساری
نہ ہو۔ وہ رونا کس کام کا؟ گویا وہ سجدے میں روتے ہیں مالک کون
و مکان اور خالق ہر دو جہان کے حضور عجز و انکساری سے گریہ کر کے
معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ انتہائے تذلل اور غایت خضوع کے
ساتھ رب الارباب کی بارگاہ بے کس پناہ میں رحم کی بھیک مانگتے
ہیں۔ اپنے کیے پر پچھتاتے ہیں۔ اور پھر اس طرح خشیت الٰہی قلوب
مومنین میں استحکام اور فروغ پاتی ہیں۔

اب ذرا دیکھنا ہے کہ خداوند عالم کو کیا وہ رونا پسند ہے جو بیتابی اور بے صبری کے بطن سے پیدا ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے وہ جنہیں کوئی مصیبت پہونچتی ہے وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اور بھی ارشاد عالی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ یقینا اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

الحاصل قرآن کا مزاج یہ ہے کہ جب کسی مسلمان پر شدائد اور مظالم کی بارش ہو یا جب اس پر مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور تکالیف کے بھنور میں پھنس کے رہ جائے تو اس وقت اس بندے کو صبر و شکر سے کام لینا چاہیے۔ نہ کہ غیر فطری اشکباریوں سے۔ صبر و استقامت اور نماز سے مدد مانگے۔ نہ کہ وحدانیت کی خالی بیں اڑاتا ہوا یہ کہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔

گویا مصائب کے ہجوم سے متاثر ہو کر دامن صبر و ضبط کو چھوڑنا مطلب براری کے لئے غیر فطری رونا غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک سمجھ کر استعانت بالصبر والصلوٰۃ سے پرہیز و اجتناب کرنا مزاج قرآن کے خلاف ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

رونا احادیث اہلسنت کی روشنی میں

مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب احادیث سے چند احادیث کے ترجمے نذر ناظرین کرتا ہوں۔

۱۔ وہ روایت ہے انس رضی سے کہ ہم رسول اکرم کے ساتھ ابی

من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد فاذا ذھب الجسد کذلک اذا ذھب الصبر ذھب الایمان۔	سر کے بجائے ہے جب سر کٹ جائے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے ، ایسے ہی جب صبر چھوڑ دیا جائے ۔ ایمان جاتا رہتا ہے ۔
[اصول کافی ص ۸۹]	(اصول کافی ص ۸۹)

امام صاحب بھی صبر کی تلقین اور اس کے فضائل و مراتب کو بیان فرماتے ہیں گویا اس صبر کو چھوڑ کر گریہ و ماتم کرنا موصوف کے نزدیک زینۂ کفر ہے ۔ ورنہ کیوں فرماتے کہ " اذا ذھب الصبر ذھب الایمان یعنی جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے ۔ ذرا فخریہ حضرات بزبان امام صادق اس فرمان صادق کو سنیں اور صدق دل سے اسے قبول کریں مگر افسوس بعض صدیق نے در صادق بھی چھڑوا دیا ۔

اب میں رسول خدا کی اس وصیت کو درج کرتا ہوں جو سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ زہرا سے کی تھی ۔

اے فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے لیے گریباں چاک نہ کرنا چاہیے ۔ اور بال نہ نوچنے چاہئیں ۔ اور واویلا نہ کرنا لیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے مرنے پر کہا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے" اور میں نہیں کہتا کہ جو موجب غضب پروردگار ہو اور اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہناک ہوں ۔

[جلاء العیون اردو جلد اول ص ۶۶]

نیز دین بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ!

حضرت رسول اکرمؐ نے وقت وفات جناب سیدہؓ سے
کہا۔ اے فاطمہ! جب میں مرجاؤں اس وقت تم اپنے
بال میری مفارقت سے نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان
نہ کرنا۔ اور واویلا نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور
نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا!

[جلاء العیون اردو جلد اول ص۹۶]

مذکورہ بالا اور واضح حوالہ جات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ بوقت مصیبت دامن صبر کو چھوڑنا ائمہ کے ارشادات کو ان سنی کرنے کے مرادف ہے۔

۲۔ جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ماتم و نوحہ کرنیوالوں کا ایمان ....

۳۔ گریبان چاک کرنا، بال نوچنا، واویلا کرنا، گیسو پریشان کرنا، نوحہ کرنا اور نوحہ کرنے والوں کو بلانا یہ سب خلاف مزاج شریعت اسلامیہ ہے۔

کتنے واضح انداز میں ائمہ عظام نے ماتم و نوحہ سے روکا ہے۔ اس کو حرام اور خلاف دین اسلام قرار دیا ہے۔ کیا میں نام نہاد شیعان حیدر کرار سے پوچھ سکتا ہوں کہ جناب والا نے یہ کیوں بھلا دیا کہ رسولؐ کی آخری نصیحت کیا تھی؟

پس تم لوگ فوج در فوج گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا
اور سلام کہنا، اور مجھ کو نالہ و فریاد و گریہ و زاری سے آزار
نہ دینا۔ [جلاء العیون اردو جلد اول ص۶۰]

WWW.NAFSEISLAM.COM

جس رسولؐ نے گریہ وزاری سے منع کیا ہو جس نے نالہ وفریاد سے اپنے اصحاب کو روکا ہو جس رسول کو آہ و بکا اور ماتم و نوحہ سے دل آزاری ہوتی ہو، کیا اس رسولؐ کا نواسہ، کیا اس نبیؐ کا لاڈلا ان افعال غیر پسندیدہ کو محبوب رکھے گا۔ ہرگز نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ جن باتوں کو حضور آیۂ رحمت صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے حسینی جلال اس کو خاکستر کر دے گا۔ اس لیے کہ جو بات مقبول بارگاہ نبوی نہیں وہ بات مقبول بارگاہ حسینی بھی نہیں ہو سکتی۔

جزع کی تعریف کرتے ہوئے امام باقر علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

عن جابر عن ابی جعفر قالت قلت لہ ما الجزع قال اشد الجزع الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجہ والصدر جزاء الشعر من النواصی ومن اقام النواحۃ فقد ترک الصبر واخذ فی غیر طریقۃ	جابر کہتے ہیں میں نے امام باقر سے پوچھا جزع کیا ہے؟ فرمایا انتہائے جزع ذیل عویل کی پکار کرنا منہ پر طمانچے مارنا، سینہ زنی کرنا بال نوچنا اور جس نے نوحہ و ماتم، کیا اس نے صبر چھوڑ دیا اور غیر شرعی کام کیا۔

معتبر ترین کتاب فروغ کافی، جلد اول ص ۱۴۱

من جملہ احادیث شیعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱. جس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا، اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔
۲. گریبان چاک کرنا، بال نوچنا واویلا کرنا نوحہ کرنا بوقت وفات

نوحہ کرنے والوں کو بلانا، چہرہ پر طمانچے مارنا، سینہ زنی یعنی سینہ پر ماتم کرنا وغیرہ وغیرہ حرام اور خلاف شرع ہیں۔

میرے خیال میں عقلی اور فطری پہلو اثبات احادیث ارشادات ربانی اور اقوال معصومین شیعیان .... ہر پہلو سے رونے اور ماتم کی بالتفصیل وضاحت کر دی گئی ہے۔ "عقل مندان را اشارہ کافی است" ماننا نہ ماننا آپ کا اپنا فعل ہے۔ جس کی باز پرس مسلطفیؐ کی موجودگی میں خدائے ذوالجلال کے حضور ہوگی ــــــ اس مقام پر پہونچ کر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اتمام حجت کے لیئے دو شیعی احادیث پیش کر کے روئے سخن کسی اور جانب کر لوں۔

سئل الصادق عن الصلاۃ فی القلنسوۃ السوداء فقال لاتصل فیھا فانھا لباس اھل النار وقال امیر المومنینؑ فیما علم اصحابہ لاتلبس السواد فانہ لباس فرعون۔

امام صادقؑ سے کسی مومن نے پوچھا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں، امام نے فرمایا کہ کالے کپڑے پہن کر نماز نہ پڑھا کرو کیوں کہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔ نیز فرمایا امیر المومنینؑ نے سیاہ لباس نہ پہنا کرو یہ فرعون کا لباس ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ ط ۸۱ سطر ۱۷)

اس روایت میں دو ائمہ کے ارشاد گرامی ہیں!

اوّل: حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کے نزدیک کالا کپڑا دوزخیوں کا لباس ہے!

دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیاہ لباس فرعونی لباس ہے

کیا مجوسی حضرات نے ان ارشادات زریں کو بھلا دیا۔ میں معصومیت ساز کمپنی کے جنرل منیجر کو مخاطب کر کے یہ عرض کروں گا کہ اگرچہ یہ حدیث خود ساختہ اور آپ کی کمپنی کا شاہکار ہے۔ پھر بھی آپ اور دیگر ایران کمپنی کے لیے واجب العمل ہے۔ بایں سبب اگر ہم سیاہ لباس پہنیں تو کچھ حرج نہیں مگر جناب کیوں اپنے ڈھالے ہوئے معصومین کے فرمان سے بغاوت کر رہے ہیں:

۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
فرمود زنے را دیدم درصورت معراج کی رات ایک عورت کو
سگ و ملائکہ آتش در دبرش داخل جہنم میں دیکھا جس کی شکل کتے کی تھی
می کردند واز دہانش بیروں ای اور عذاب کے فرشتے اس کے
آوردند و ملائکہ بگرز ہائے آہنی سر پچھلے راستے سے آگ داخل کر
گردنش را می زدند۔ فاطمہ صلوات رہے تھے۔ اور آگ کے شعلے اس
اللہ علیہا گفت اے پدر مرا خبرده بیچاری کے منہ سے نکل رہے تھے
کہ سیرت این زن چہ بود گفت اور فرشتے اس بدنصیب کو آہنی گرزوں
نوحہ کنندہ و حسود بود۔ سے سر پر اور گردن پر مار رہے
تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے پوچھا۔ ابا جان
یہ بدنصیب عورت کون سا گناہ کرتی تھی؟
آپ نے فرمایا وہ نوحہ اور ماتم کرتی تھی

حیات القلوب
جلد ۲۔ کتاب المعراج
ص ۳۱۵ سطر ۲

اس سے ذیل کی باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ نوحہ و ماتم کی سزا جہنم ہے۔ جہاں پر ماتم کرنے والوں کو کتوں کی شکل بنایا جاتا ہے۔

۲۔ اس عورت کے پچھلے راستے سے آگ شائد اس لیے داخل کی جارہی تھی۔ کہ اگر ماتم کرنے والا کوئی مرد آجائے تو ایک سے سزا یعنی برائے دخول آتش تعین مقام میں اختلاف نہ پیدا ہو۔ اور عورت و مرد کی سزا مساوی قرار پائے واللہ اعلم بالصواب بہر حال ماتمی حضرات کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے ::

کربلا اور ماتم و تعزیہ !!

قاضی شوستری (بابدال وائی بالف) اپنی کتاب مجالس المومنین میں رقمطراز ہیں :

دبا بعد تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد وسنی کوفیوں کو شیعہ ثابت کرنے کیلئے بودن کوفی الاصل خلاف اصل کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ جو محتاج دلیل است گو ابو حنیفہ اہل کوفی ہے اس کا سنی ہونا خلاف کوفی باشند۔ اصل محتاج دلیل ہے گو ابو حنیفہ کوفی ہی ہوں۔

ان سطور مذکورہ سے یہ امر واضح ہوگیا کہ ہر کوفی شیعہ ہے۔ گویا

یہ دونوں قریب قریب مرادف ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ مُلاحظہ فرمائیے یعنی حضرت مسلم کے ساتھ کوفیوں کا برتاؤ اس کا اندازہ جلاالعیون ص ۵۲ اور ناسخ التواریخ جلد دوّم کتاب ص ۱۴۹ پر حضرت مسلم کے خط کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔

وھو یقول لک ارجع	میرے ماں باپ آپ پر نثار رہوں
فداک ابی وامی باھل بیتک	آپ مع اہل وعیال واپس تشریف
ولا یغرک اھل الکوفة فانھم	لیجائیں اور کوفیوں کے دھوکہ میں
اصحاب ابیک الذی تمنی فرا	نہ آئیں کیونکہ یہ وہی ہیں جن سے
قھم بالموت او القتل ان	آپ کے والد سخت پریشان رہتے ہیں
اھل الکوفة قد کذبوک	اور ان کی موت اور قتل سے نجات
ولیس لکذوب رای	چاہتے تھے انھوں نے آپ کی بیعت
	توڑ دی ہے اور جھوٹے پر کوئی
	بھروسہ نہیں۔

یہ مقام انتہائی حیرت انگیز ہے کہ حضرت مسلم کوفیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دھوکہ باز، دشمن علی، غدار، منکر ولائے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹے ہیں۔ اور ناخدائے کشتی شیعیت جناب شوستری کہتے ہیں کہ ہر کوفی شیعہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر شیعہ دھوکہ باز دشمن علی، غدار، منکر ولائے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹا ہے

اختصار مانع ہے ورنہ میں دکھا دیتا قاتلان حسینؓ کی چھپی ہوئی صورتوں کو لیکن اس مقام پر مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آیا شہادت حسین

رضی اللہ عنہ کے بعد یہ ڈھونگ کس نے رچا۔ اور اس بدعت شیعہ کو کس نے زندگی دی اور کن لوگوں کی گود میں یہ پرورش پاتی رہی۔۔۔؟

ناسخ التواریخ ص ۲۰۲ اور منتہی ص ۳۴۸ پر ایک مضمون یوں ہے کہ قتل امام کے بعد جب اہل نوحہ رونے اور نوحہ کرنے لگے تو حضرت امام زین العابدین ان کی اس مکاری پر خاموش نہ رہ سکے اور فرمایا تبکون من اجلنا فمن الذی قتلنا یعنی رونے والوں بتاؤ کہ بھلا قاتل بھلا کون ہے یعنی خود ہی تم نے قتل کیا اور آپ ہی نوحہ وماتم شروع کر دیا۔ یہیں بس نہیں حضرت سیدہ ام کلثوم نے محل سے سر نکالا۔ اور نوحہ کرنے والوں سے کہا تمہارے ہی مردوں نے تو ہمیں قتل کیا ہے۔

مه یا اهل الکوفۃ تقتلنا رجالکم وتبکینا نساءکم فالحاکم بیننا وبینکم اللہ یوم الفصل القضایا۔

اے کوفہ والو چپ رہو تمہاری عورتیں نوحہ کر رہی ہیں حالانکہ تمہارے مردوں نے مجھ کو قتل کیا۔ پس ہمارے اور تمہارے درمیان قیامت میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کریگا۔

امام عالی مقام حضرت حسین رض کی ہمشیرہ حضرت سیدہ زینب نے ارشاد فرمایا۔

یا اهل الکوفۃ اتبکون وتنحبون ای واللہ فابکوا کثیرا واضحکوا قلیلا۔

اے اہل کوفہ اب تم نوحہ وگریہ وزاری کرتے ہو خدا کرے تمہاری قسمت میں رونا بہت اور ہنسنا کم ہو۔

اہل کوفہ (بقول شوستری صاحب شیعوں) سے اہل بیت کرام کی برگشتگی

کا ذکر مختصر میں نے کر دیا ضرورت پڑنے پر روایات کا انبار پیش کر دوں گا۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ دعونہ۔

اس مختصر سی گفتگو نے دو جماعتوں کا تعارف کرا دیا ایک وہ جماعت جس نے حضرت امام حسینؓ اور ان کے اہل بیت کو شہید کرنے کے بعد ماتم و نوحہ کرنے لگے۔ دوسری وہ جماعت جس نے ہمیشہ ان ماتم اور نوحہ کرنے والوں کو برا اور قاتل سمجھا۔ الحاصل ماتم و نوحہ کرنا قاتلان حسین کی سنت ہے۔ اور ماتم و نوحہ سے پرہیز و اجتناب کرنا اہلبیت کی سنت ہے۔ اب جس کو جو پسند اور مرغوب ہوگا۔ وہ اسی کی سنت پر عمل کرے گا۔

فیصلہ شرعیہ کے ص ۵۲/۵۳ پر اس کی مزید تصریح یوں کی گئی ہے کہ :-

مختار ثقفی پہلی صدی کا ایک مشہور شخص ہے جو کہ شیعہ اور دشمن اہل بیت تھا (جلاء العیون ص ۵۶۴) جب اس دشمن اہلبیت نے کوفہ پر اپنا پورا تسلط جما لیا تو علی الاعلان کوفہ میں رسم ماتم کو جاری کیا اور بنام تابوت سکینہ حضرت علیؓ کی کرسی نکالی۔ اور بڑے دھوم دھام سے اس کی پرستش کی۔ حالانکہ یہ کرسی حضرت علی کی نہ تھی بلکہ کسی دکاندار اور روغن فروش کی تھی۔ جسے طفیل بن جعدہ نے چرا کر مختار ثقفی کو اس کام کے لئے دیا تھا [تحفہ اثنا عشریہ]

علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ وہ کرسی پرانی تھی مختار ثقفی نے اس پر ریشمی غلاف چڑھا کر اسے خوب آراستہ کر کے یہ ظاہر کیا کہ حضرت

عمر کے توشہ خانہ میں سے ہے۔ [الملل والنحل] پھر معز الدولہ جو کہ ایک عباسی خلیفہ کا وزیر تھا اور سخت متعصب شیعہ تھا اور سنہ ۳۵۰ھ میں شہادت امام مظلوم کی یادگار منانے کے لیے یوم عاشورہ مقرر کر دیا۔ اس کے تعصب کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ شیعوں نے جب ۳۵۱ھ میں جامع مسجد بغداد کے دروازے پر بعض صحابہ کرام کی ذات اقدس پر لعنت الفاظ لکھوا دیئے اور جب رات کو کسی نے مٹا دیئے تو پھر معز الدولہ نے کھلم کھلا لعنت الفاظ لکھوا دیئے۔ [تاریخ الخلفاء] اور ۱۸ ذی الحجہ کو نہایت دھوم دھام سے عید غدیر منانے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عید غدیر منائی گئی۔ اور ساتھ ساتھ خوب باجے بجائے گئے۔ پھر اس کے بعد سنہ ۳۵۲ھ کو خاص عاشورہ محرم کا حکم عام دیا کہ غم حسین میں دوکانیں بند کر دیں کھانے نہ پکائیں۔ خرید و فروخت نہ کریں۔ بالکل ہڑتال کر دیں۔ با آواز بلند واویلا کریں۔ سوگ کے لباس پہنیں۔ عورتیں بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی، خاک ملتی ہوئی گریبان چاک کرتی ہوئی شارع عام پر نکلیں چونکہ اس وقت اہل تشیع کا وہاں زور تھا۔ اسلئے اہل سنت و جماعت مقابلہ کرنے پر قادر نہ تھے۔ لوگوں نے معز الدولہ کے حکم کی تعمیل کی۔ بعد میں اس وجہ سے شیعہ سنی کے درمیان بڑا فساد ہوا۔ اور لوٹ مار تک نوبت پہنچ گئی۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون جلد سوم ص۴۲۵ بیان الاسرار ترجمہ تاریخ الخلفاء ص۴۰۲ کامل ابن اثیر جلد دوم ص۱۹۷

بات صاف ہے کہ ماتم و تعزیہ وغیرہ محرم میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا تعلق نہ قرآن سے ہے نہ حدیث سے اور نہ ہی آثار

صحابہ اور اقوال رسول سے بلکہ یہ خالص غداران اہلبیت رسولؐ اور قاتلان فرزندان علیؓ کی سنت وایجاد ہے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سب سے پہلے کوفیوں یعنی شیعوں نے ماتم ونوحہ شروع کیا۔ پھر مختار ثقفی نے اس میں تعزیہ وتابوت سکینہ کا اضافہ کیا۔ پھر معز الدولہ نے ان خرافات کو مزید فروغ دیا ـــــ ناظرین اب آپ غور فرمائیں کیا ماتم کی ایجاد کرنیوالے کون تھے؟ ماتم اور تعزیہ کو ترقی دینے والے کون تھے ان دونوں سوالوں کا جواب صرف دو لفظوں میں یہ ہے کہ دشمنان حسینؓ ـــــ اس کے برعکس ماتم وتعزیہ سے روکنے والے کون تھے؟ تعزیہ دار کو برا سمجھنے والے کون تھے؟ اس کا بھی مختصر ترین جواب صرف دو لفظوں میں یہ ہے کہ اہل بیت رسولؐ ـــــ گویا دو راستے ہیں۔ ایک راستہ ہے قاتلان حسین کا جہاں ماتم وتعزیہ ہے۔ دوسرا راستہ اہل بیت رسولؐ کا ہے جہاں یہ سب خرافات نہیں ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے خواہ اس راستے پر چلئے جس پر قاتلان حسین چلے خواہ اس راستے پر چلئے جس پر اہل بیت رسول چلے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا سلسلہ ایک شیعہ فاضل اور ایک سنی مجدد کے ایک ایک اقتباس کو سپرد قلم کر کے ختم کر دوں اس لئے پہلے ملاحظہ فرمائیے۔ الذبیح ص ۱۶، ۱۷ مصنف سید محمد رضی الرضوی القمی بن علامہ سید علی الحائری شیعی صاحب تفسیر لوامع التنزیل میں عنوان "اصلاح مراسم تعزیہ داری" کے تحت یوں لکھتے ہیں۔

"تعزیہ داری کی موجودہ رسوم جو خلاف شرع اور قابل اصلاح ہیں مثلاً۔ ذوالجناح اور تعزیہ کے ہمراہ طوائف کا ہونا اور نامحرموں کے سامنے مرثیہ پڑھنا بعض نوجوانوں کا سوٹ بوٹ پہن کر ٹائیاں لگا کر اور شب عاشورہ ڈاڑھیاں منڈوا کر ذوالجناح کے ہمراہ ہونا۔ ذوالجناح کے نیچے بچوں کو لٹانا ان کے کان چھدوانا، ان پر عرضیاں باندھنا ان کے نیچے بکرے اور مرغ ذبح کرنا ذوالجناح (حیوان) کا پس خوردہ دودھ تبرکاً اشرف المخلوقات انسان کو پلانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کی کوئی بھی مذہب میں اصلیت نہیں ہے۔ نہ قرآن وحدیث میں ان کا ذکر آیا ہے۔ عوام الناس نے خواہ مخواہ آہستہ آہستہ ان باتوں کو مذہب بنا لیا ہے۔ اور جس امر کا مذہب میں کوئی حکم نہ ہو ظاہر ہے۔ وہ ایک لغو فعل ہے اور مذکورہ باتوں میں تو بعض باتیں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ ان کو فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔"

عزیزو! یہی وہ بدعتیں ہیں جن کے باعث تمہارے مذہبی پیشوا روز عاشورہ تعزیہ اور ذوالجناح کے ہمراہ جانے سے احتراز کرتے ہیں۔ خاص کر حجۃ الاسلام سرکار شریعتمدار علامہ حائری مجتہد العصر دام ظلہ، کو ذوالجناح کے ہمراہ جاتے کبھی کسی نے نہیں دیکھا...... افسوس ہے کہ عاشورہ کو جن اعمال کے کرنے کا حکم مذہب حق نے دیا ہے بہت کم اس کی تعمیل کی جاتی ہے سید الشہداء علیہ السلام نے تو عین ظہر روز عاشورہ کو خاص بوقت شہادت

بھی ایسی سخت مصیبت کے وقت نماز کو ادا کر کے قوم کو تعلیم دی ہے کہ نماز جیسی ضروری عبادت مفترضہ کسی وقت میں کسی طرح بھی ترک نہیں کی جا سکتی مگر بعض عزاداران کا یہ حال ہے کہ وہ عاشورہ کے روز بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور بھی طرح وہ اس روز کے اپنے اعمال کو باطل کر دیتے ہیں [اسی کتاب کے ص ۱۹ پر] پس دانشمندی یہی ہے کہ مومنین تعزیہ داری میں افراط و تفریط کے دونوں پہلوؤں کو چھوڑ دیں جن کی کوئی بھی اصلیت مذہب حق میں نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

آگے چل کے لکھتے ہیں۔۔۔ عوام الناس کا اپنے خیال اور اپنے قیاس سے کسی چیز کو اچھا یا زینت اسلام کا موجب اور ترقی مذہب کا باعث سمجھ لینا اور اسکو مذہب میں داخل کرنا مذہب کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔" —— اب شاید ہی کوئی نصیب کا مارا ہو جو مروجہ تعزیہ داری کو جائز و روا قرار دے بدعات محرم کے سلسلہ میں رضی الرضوی صاحب کی جملہ شکایات مذکورہ بالکل صحیح اور درست ہے اور شیعوں کی بد عملی کا نقشہ مختصراً انھوں نے جو پیش کیا ہے وہ بھی کیا ہے۔ یہی شکایات باندازِ دگر امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کو بھی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں ——

"تعزیہ میں اگر اہل اسلام ارواح طیبہ حضرات شہدائے کرام کے لیے ایصال ثواب پر اکتفا کرتے تو کس قدر مرغوب

مرغوب تھا۔ مگر اب تو وہ طریقہ نا مرضیہ [جو ہزاروں خرافات پر مشتمل ہوتا ہے] کا نام ہے جو قطعاً بدعت اور ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح نقل روضۂ حضرت امام حسین اپنے گھر میں بطور تبرک وزیارت رکھنا اور اس کی اشاعت کرنا اور تفضیع الدو نوحہ خوانی اور دیگر بدعات شرعیہ سے اجتناب کرنا کسی حد تک جائز تھا۔ مگر اب جبکہ اس نقل کے ساتھ اہل بدعت وہ سب خرافات کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا اس نقل سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ اہل بدعت کے ساتھ اس ناجائز بات میں مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ایسی خرافات اور بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ لہذا بغرض برکت روضۂ انور حضرت امام حسین کا کاغذ پر صحیح نقشہ بنا لے اور ترکھ رکھے جیسا کہ حرمین شریفین سے کعبۂ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور روضۂ عالیہ وغیرہ کے نقشے آتے ہیں۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مروجہ تعزیہ داری بدعت طریقہ نا مرضیہ یعنی محض خرافات ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں آخری خط کشیدہ جملوں سے یہ امر واضح ہوگیا کہ اگر کاغذ پر قلم یا پنسل سے روضۂ کا نقشہ بنایا جائے اور وہ بھی صحیح صحیح تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن ہاں یہ نقشہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حرمین شریف سے کعبہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے نقشے قلم آتے ہیں۔ یہی وہ صورت ہے جو

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک مُباح اور جائز ہے۔ اب دیر نہیں سینوں کے یہ راز کے کھلنے میں کہ کون اسیر احمد رضا ہے اور کون نہیں ہے۔؟

سلف صالحین کے زرّیں ارشادات

۱۔ حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر سید عبد القادر جیلانی حسنی الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت معاذ بن جبل و حضرات انس رضی اللہ عنہما اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۱۴۹ پر بایں طور حدیث نقل کی ہے جسکا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ "آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کریں گے پس تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو نہ ان کے ساتھ ملکر کھاؤ پیو۔ نہ ان سے رشتہ بندی کرو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو" ـــ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں روافض نہ تھے بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہیں

۲۔ حضرت مجدد ثانی سرہندی رحمۃ علیہ مکتوب جلد اول حصہ دوم ص ۵۴ الف پر ارشاد فرماتے ہیں کہ "بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ اور بدترین گمراہ فرقہ شیعہ ہے"

۳۔ حضرت مجدد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۰۸-۲۰۹ پر اس سوال کے جواب میں کسی صاحب میں یہ بات ہے کہ وہ ایک رافضی سے بے تکلف ہے کہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے

WWW.NAQSHEISLAM.COM

ہیں اور مسجد میں باہم دونوں کے مذاق بے تکلفانہ اور مخولانہ ہوا کرتا ہے

۳۔ مجدد موصوف جواب مرحمت فرماتے ہیں: "روافض زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں کما حققناہ فی رد الرفضۃ" اور مرتدین سے میل جول حرام اور مسجد میں ایسا مذاق سنی صحیح العقیدہ سے بھی حرام۔ لاجرم شخص مذکور سخت فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے۔ اور اس کی امامت ممنوع ہے اور اسے امام بنانا حرام اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ"

الحاصل اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ ہو مگر رافضیوں سے میل جول رکھتا ہو۔ ان کے ساتھ کھانا پینا ہو۔ نیز باہم ہنسی مذاق کرتا ہو تو ایسے سنی صحیح العقیدہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: "شخص مذکور سخت فاسق و فاجر، مرتکب کبائر ہے۔ اور اس کی امامت ممنوع ہے۔ اور اسے امام بنانا حرام اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ"

۴۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ فرقہ روافض اپنے اعمال و اقوال کو مطابق نص قطعی و حدیث نبوی علیہ التحیۃ والثناء کے شمار کرتے ہیں مگر ان کا یہ زعم باطل ہے۔"

۵۔ فتاوی عالمگیری مصری جلد سوم ص ۲۶۴ پر ہے کہ "جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے کافر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت صدیق اکبر

WWW.NAFSEISLAM.COM

رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے"۔

اور یہی مضمون تقریباً فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مثلاً فتاویٰ ظہیریہ، مستخلص الحقائق، طحطاوی علی مراقی الفلاح، فتاویٰ خیریہ، غنیہ شرح منیہ، کفایہ شرح ہدایہ، مجمع الانہر وغیرہ

فقط

خاکپائے اہلبیت

سید محمد ہاشمی حسنی الحسینی کچھوچھوی

۱۵ر اگست ۱۹۶۷ء

ہمارے اِسٹاکسٹ!!

- مکتبہ انوار المصطفیٰ مقام محمود درگاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ محلہ در نگل شیر پورہ
- مکتبہ الحبیب ۱۴۰ - اتر سوئیا الہ آباد ۳
- اعجاز بکڈپو ۲ ناخدا مسجد گیٹ ۲ نمبر ۱ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۷۳
- حبیبی کتاب گھر منگا محلہ بھدرک اڑیسہ ۷۵۶۱۰۰
- جنید بکڈپو گوجیدہ ضلع الیر اڑیسہ
- مکتبہ لطیفیہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ۲
- حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڈھ یوپی
- نظامی کتابستان ۲۲۲ نخاس کہنہ الہ آباد
- مکتبہ استقامت ۱۹۳/۹۴ ریل بازار کانپور

قلم روکتے ہو زبان کاٹتے ہو!!

اس جمہوری دور میں لوگوں کو اپنے مشن کی تبلیغ، اپنی ملت کی اصلاح اور اپنے معاشرے کے سدھار کا پورا حق دیا گیا ہے لیکن بعض لوگ اس حق کو ہم سے چھینا چاہتے ہیں۔ اور اتفاق سے وہ اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔

کل کی بات ہے کہ "رسالہ" رسومات محرم اور تعزیہ بزرگان دین کی نظر میں" (جس سے ہزاروں اہل سنت کی اصلاح ہوئی) ضبط کرادیا گیا اور ضبطی کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس سے شیعوں کی دل آزاری ہوتی ہے ——

غالب یہ دل آزاری اس لیئے ہوئی ہے کہ اس رسالہ میں اہل بیت کرام کے مناقب ہیں تو خلفائے راشدین کے فضائل بھی ہیں، اگر ایسا ہے تو کیا ہم اپنے صحابہ اور خلفاء کے فضائل بیان نہ کریں۔ ان کا نام لینا بند کر ان سے اپنی عقیدت کا رشتہ منقطع کر دیں؟ — مگر یہ اس

وقت ہو سکتا ہے جب روح ہمارے جسم سے نکل جائے ۔
زبانیں ہمارے منہ سے تراش لی جائیں اور قلم ہمارے ہاتھ سے لیکر توڑ دیئے جائیں ۔

بھئی ہم مظلوم ہیں ۔ ہمیں نہ چھیڑو جیو اور جینے دو۔ ہم تمہارے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تم ہمارے بزرگوں کی تعریف کرو ، تعریف نہیں کرتے تو تذلیل بھی نہ کرو اور یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمیں تو تعریف کرنے دو دیکھو یہ تمہارے ظلم کی انتہا ہے ۔

ہم اپنے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تو تمہاری دل آزاری ہوتی ہے اور تم ہمارے بزرگوں کی برائی کرتے ہو تو کیا سمجھتے ہو ؟ ہمیں خوشی ہوتی ہے ؟ دیکھو یہ ہمارے صبر کی انتہا ہے : اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ؕ

اقبال احمد

ناظم نشر و اشاعت ۔ ۱۵ اپریل ۶۵ء

جماعت انوار المصطفیٰ کی مطبوعات
* ۔ معجزات النبی * تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ
امام احمد رضا اور اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ
* ۔ حقیقت نور محمدی ﷺ
* ۔ رسومات محرم اور تعزیہ
* ۔ حقیقت فاتحہ * آئینۂ مودودیت
* ۔ حقیقت وہابیہ * عقیدۂ رسالت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محرّم اور تعزیہ

[ارشادات امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی]

شادی بیاہ اور ماہِ محرّم

۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ. کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ المرسلین مسائل ذیل ہیں :-

۱- بعض سنت جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲- ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اتارتے۔

۳- ماہِ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

۴- ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ــــ یہ امور جائز ہیں یا ناجائز؟

جواب میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :-

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینہ میں ہر تاریخ پر ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احکام شریعت حصہ اول ص۹۰ مطبوعہ ابوالعلائی پریس [آگرہ]

محفل میلاد اور ذکر شہادت کسی نے سوال کیا کہ مجلس میلاد شریف میں بیان مولود شریف کے ساتھ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ علمائے کرام مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں کما فی مجمع البحار واللہ تعالیٰ اعلم۔

[احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۴۱]

مجلس اور مرثیہ سننا کسی نے دریافت کیا کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا۔ ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جب کہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے۔ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا مجلس میں جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک "قلتین" کا پانی ضرور ہوتا ہے۔ اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت [احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۸۹]

سبز اور سیاہ کپڑے پہننا محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

حضرت مجدد ملت نے جواب دیا! محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ [ایضاً]

چھتوں پر سے روٹی پھینکنا آج کل (عشرہ کے دن) لوگ خیر خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے، بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں زمین میں گر کر پاؤں سے روند جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال [سبیل] شربت کا ہے اوپر سے آب خوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آب خوره بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ایسی خیر خیرات اور لنگر جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے؟

جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

یہ خیرات نہیں، شرور وسیئات ہے۔ نہ ارادہ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی، اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہے [احکام شریعت حصۂ اول ۳۸]

تعزیہ دیکھنا بھی جائز نہیں

کسی نے سوال کیا کہ تعزیہ داری میں لہو ولعب یعنی کھیل تماشہ سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ نہیں چاہیئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کرے گا۔ یوں ہی سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (الملفوظ حصہ دوم ص ۹۶ مطبوعہ حسینی پریس بریلی)

علم تعزیہ اور براق بدعت ہیں

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ علم تعزیہ براق مہدی یہ سب جو رائج ہیں کل کے کل بدعت ہیں اور بدعت سے کبھی شوکت اسلام نہیں ہوتی اور تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا جہالت ہے اور اس سے منت مانگنا حماقت ہے۔ اور تعزیہ داری نہ کرنے کو باعث نقصان سمجھنا زنانہ وہم ہے اس لیئے مسلمانوں کو ایسے حرکات وخیالات سے باز رہنا چاہیئے۔ ص ۲۰ [اسلام اور تعزیہ داری]

سیدہ فاطمہ رضی کی التجا

کسی نے سوال کیا کہ خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہونگی اور امام حسین وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خون آلود اور زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک جو جنگ اُحد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیئے ہوئے بارگاہ الہی میں

حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر بلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں اُمتِ عاصی کو بخشوائیں گی۔ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب میں امام اہل سنت قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے فرمایا:

یہ سب جھوٹ افترا کذب گستاخی اور بے ادبی ہے۔ مجمع اولین و آخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گذر فرمائیں گی۔ زیر عرش سے منادی ندا کرے گا۔ اے اہل محشر اپنا سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد صراط پر گذر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نورالٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لیئے ہوئے گذر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۱۰۔۱۱]

روافض سے ملنا جلنا

ایک شخص نے دریافت کیا کہ اہل سنت وجماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور سودہ سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا:

روافضِ زمانہ علی العموم مرتد ہیں۔ کما بیّنّاہ فی ردّ الرفضۃ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں، ان سے میل جول نشست و برخواست سلام کلام کرنا سب حرام ہے قال اللہ تعالیٰ وامّا ینسینّک الشّیطٰن فلا اور اگر بھلادے تجھ کو شیطان تو مت

تعقد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین ۔ : بیٹھ یاد آجانیکے بعد ظالموں کیساتھ

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیاتی قوم لھم نبز یقال عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں
لھم الرافضۃ یطعنون ان کا ایک بد لقب ہوگا۔ انھیں رافضی
السلف ولا یشھدون جمعۃ کہا جائیگا سلف صالحین پر طعن کریں
ولا جماعۃ فلا تجالسوھم گے اور جمعہ وجماعت میں حاضر نہ ہوں
ولا تواکلوھم ولا تشاربو گے۔ ان کے پاس نہ بیٹھنا ان کیساتھ
ھم ولا تناکحوھم واذا نہ کھانا، نہ پینا، نہ ان کے ساتھ
مرضوا فلا تعودوھم شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پڑیں تو
واذا ماتوا فلا تشھدوھم انھیں پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو ان کے
ولا تصلوا علیھم جنازے پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا
ولا تصلوا معھم۔ نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہوکر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ (احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّٰات اعمالنا